سلسلہ خطبات جمعہ　　شیخ الحدیث حضرت مولانا حافظ انوار الحق صاحب
ضبط وترتیب : حافظ محمد سلمان الحق انوار حقانی
مدرس دار العلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک

فکرِ آخرت

اس طرح نیک اور صالح ہم نشین سے تعلق ومحبت کی بناپر جو رشتہ ومیل جول ہے یا تو فیض اور دنیوی واخروی فوز وفلاح کا کوئی ذریعہ اس سے ہاتھ آ جائے گا' اگر یہ نہ ہو سکا تو کیا یہ ہی کم ہے کہ جو لمحہ وساعت اس کی صحبت میں سکون وطمانیت کا ملا اس کا حصول کہیں اور ممکن نہ تھا' یہی حالت بدکار سے محبت اور تعلق کا ہے کہ بدکار کی ہم نشینی اور تعلق میں اول تو دین ودنیا کا خسارہ وتباہی میں واقع کرنے کا خطرہ ہے' بدکار سے محبت حصول سعادت کی صلاحیت واستعداد کو سلب کر دیتا ہے اور اگر آدمی اپنے آپ کو عزم وارادہ کا پکا سمجھ کر بدکردار سے دوستی کی پینگیں بڑھائے تو اس کی صحبت میں کم از کم اتنا تو ضرور ہوگا کہ زندگی کے قیمتی لمحات جو کہ اللہ کی رضا وخوشنودی میں صرف ہو سکتے تھے' وہی لمحات دل ودماغ کی پراگندگی اور لاحاصل صحبت کی ناخوشگواری میں صرف ہو گئے اور پھر یہ رشتہ وتعلق صرف دنیا میں کارگر یا مضر نہ ہوگا بلکہ روز حشر وقیامت بھی یہی محبت ورشتہ حضورؐ کے ارشاد المرء مع من احب قائم رہے گا اگر یہاں ایک آدمی کا تعلق اٹھنا بیٹھنا صلحا' علماء اور دیندار اشخاص کے ساتھ ہے تو روز حشر بھی انہی کے ساتھ اٹھنا نصیب ہوگا' اور اگر تعلق ومحبت بدکاروں فساق وفجار سے دنیا میں رہا تو روز قیامت ان کی رفاقت میں حاضری ہوگی۔

<u>اپنا آئینہ اپنا چہرہ:</u> اب آیئے اپنی طرف کہ ہماری دوستی اور دشمنی کا معیار کیا ہے' ہمارے تعلق جوڑنے اور توڑنے کا دارومدار ذاتی مفادات پر مبنی ہے اگر کسی نے تقریب میں دعوت دی خواہ غیر شرعی تقریب کیوں نہ ہو دعوت دینے والے رشتہ سے باہر بلکہ بالکل اجنبی ہی کیوں نہ ہو اس پر اپنا سب کچھ قربان کرنے کے لئے تیار ہیں' اور اگر رشتہ میں سب سے قریبی عزیز نے کسی موقعہ پر غلطی سے بھی یاد نہ کیا تو اس سے صلہ رحمی ومروت کے تمام رشتے کاٹ کر دشمنی پر آمادہ ہو جاتے ہیں'۔ بدقسمتی سے آج بیشتر مسلمانوں میں یہ ہمت اور جرأت ہی نہیں کہ وہ اپنی محبت اور عداوت کی بنیاد دین پر استوار کر دیں' ذاتی مفاد اور اپنے جھوٹے انا کی تسکین کے لئے تو ہم میں غیرت اور طاقت بھی بے پناہ ہے ہر کسی سے دشمنی بھی مول لینے کے لئے تیار ہیں' اور اگر اللہ تعالیٰ اس کے رسول ﷺ وقرآن اور شریعت کی تنقیص وتوہین کی جائے سرِ عام شعائر دین کا مذاق اڑایا جائے ہم میں پھر غیرت نام کی کوئی چیز ہی نہیں ہوتی۔ خلاصہ یہ کہ اللہ کی رضا کے لئے کسی سے محبت وتعلق اور اسی ذات برحق کی خوشنودی کے لئے بغض بھی وہ کارنامہ ہے کہ اسی جذبہ سے محبت وبغض رکھنے والا

شخص بھی قیامت کے پُر آشوب دن اللہ کے سایہ رحمت کے نیچے مقام وسکون پائے گا۔ حالانکہ ایک مسلمان کے کامل مسلمان ہونے اور مومن کے کامل مومن ہونے کی نشانی یہ ہے کہ وہ حضورؐ کے اس ارشاد پر سختی سے کاربند ہو کہ:

عن ابی سعید خدری قال قال رسول ﷺ من رأی منکم منکرا فلیغیرہ بیدہ وان لم یستطع فبلسانہ وان لم یستطع فبقلبہ و ذالک اضعف الایمان۔ (رواۃ مسلمؒ والترمذی) ''نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے کہ جو شخص کسی ناجائز کام کو ہوتے ہوئے دیکھے اگر اس پر قدرت ہو کہ اس کو ہاتھ سے بند کر دے تو اس کو بند کر دے اگر اتنی قدرت نہ ہو تو زبان سے اس پر انکار کر دے اگر اتنی بھی قدرت نہ ہو تو دل سے اس کو برا سمجھے اور یہ ایمان کا بہت کم درجہ ہے۔''

اس ارشاد کی روشنی میں اپنے آپ پر نظر ڈالتے ہیں کہ کتنے آدمی ہم میں سے ایسے ہیں کہ کسی ناجائز کام کو ہوتے ہوئے دیکھ کر ہاتھ سے روک دیتے ہیں' یا صرف زبان سے اس کی برائی اور ناجائز ہونے کا اظہار کرتے ہیں' یا کم از کم ایمان کے اس کم تر درجہ کے موافق دل ہی سے اس کو برا سمجھتے ہیں اور اس سے تعلق توڑتے ہیں یا اس سے دوستی کو مزید مستحکم کرنے کے لئے تگ و دو کر رہے ہیں۔

گھر کی فکر: مسلمانوں کی تباہی اور روز افزوں بربادی ورسوائی کی وجوہ یہی ہیں کہ ہر شخص اپنے گھر کے لوگوں کو اپنے زیر کفالت اولاد اور ماتحتوں کو ایک لمحہ کے لئے بھی اس نظر سے نہیں دیکھتا کہ کتنے واضح معاصی وبدکاریوں میں وہ لوگ مبتلا ہیں اور کوئی بھی اپنی ذاتی وجاہت اور اثر سے ان کو روکنے کی کوشش نہیں کرتا اور نہ ان کے ساتھ محبت وربط میں کمی آنے دیتا ہے' اور نہ دل میں کسی وقت یہ خطرہ وخوف محسوس ہوتا ہے کہ میرا یہ پیارا احکم الحاکمین کی نافرمانی کر کے کیا کر رہا ہے۔ بے شمار لوگ اپنے جگر گوشوں سے اس وجہ سے تو ناراض رہتے ہیں کہ نکٹو ہے گھر پر پڑا رہتا ہے۔ ملازمت کی طرف توجہ نہیں کاروبار پر دھیان نہیں دیتا مگر ایسے لوگ بہت کم ملیں گے جو بچے سے اس لئے ناراض وقطع تعلق کرے کہ نماز نہیں پڑھتا۔ احکام الٰہی کی بجا آوری میں سست رہے۔

جب کہ ہمارا کوئی لمحہ معاصی کے منحوس سایوں سے خالی نہیں رہتا جس سے یقیناً گناہ کرنے والا اللہ کے نزدیک بے قدر وذلیل ہو جاتا ہے اور جب خالق کے نزدیک خوار وذلیل ہو گیا تو ارشاد ربانی ومن یھن اللہ فما لہ من مکرم کے مطابق مخلوق میں بھی اس کی عزت نہیں رہتی۔

جب خدا کے خوف سے آنکھوں سے آنسو ٹپک پڑیں: اب اللہ کو راضی اور اپنے کو اللہ اور مخلوق کی نظروں میں ذلت وپستی سے بچانے کا علاج خود ہی اللہ ورسول ﷺ نے بتا دیا کہ اس کے حضور طلب مغفرت کے لئے توبہ اور رونے کا نسخہ آزمایا جائے یہ وہ نسخہ ہے کہ جس کے بارہ میں سید الکائنات ﷺ کا ارشاد ہے:

عن عبداللہ ابن مسعود قال قال رسول اللہ ﷺ ما من عبد مومن

يخرج من عينيه دموع وان كان مثل راس الذباب من خشية الله ثم يصيب شيا من حروجهه الا حرمه الله على النار (رواہ ابن ماجہ)

''حضرت عبداللہ ابن مسعود سے ارشاد ہے کہ حضورؐ نے فرمایا ہر وہ مومن جس کی آنکھوں سے خدا کے خوف میں آنسو نکلیں اگر وہ آنسو مکھی کے سر کے برابر یعنی بہت معمولی مقدار میں کیوں نہ ہوں، اور پھر وہ آنسو بہہ کر اس کے خوبصورت چہرے پر پہنچیں تو اللہ تعالیٰ اس پر دوزخ کی آگ حرام کردے گا۔''

اپنے بیکار اور جھوٹے شہوات نفس کی تسکین کے لئے گناہوں کے پہاڑ، مصائب اور کلفتوں کو اپنے سر لینے کے بعد اس کے کفارہ اور دھونے کا جو گر اللہ نے بتایا اس کا یہ معاملہ بھی دنیاوی مالکوں و آقاؤں سے بالکل مختلف ہے یہاں کے اکثر آقا اپنے زیرِ عتاب لوگوں کو سرے سے معافی ہی نہیں دیتے اگر کوئی نرم دل معافی کا متمنی ہو بھی تو سزا وعتاب ولعن وطعن کے بعد درگزر سے نوازتا ہے، مگر اللہ کی شان کریمانہ ورحیمانہ کو دیکھئے کہ اس کے حضور خلوت میں آہ وزاری کے چند قطرے بہانے سے گناہ دھل کر عفو ودرگزر کی نعمت سے نوازا جاتا ہے، اور پھر ان چند قطروں کی اللہ کے ہاں جو اہمیت ہے۔ اسے نبی امی نے اپنے قول زرین میں واضح فرمایا ہے۔

عن ابى امامه عن النبى ﷺ قال ليس شئى احب الى الله من قطرتين قطرة دموع من خشية الله و قطرة، دم يهراق فى سبيل الله ۔ (رواہ الترمذی)

''حضرت ابوامامہ حضورؐ سے نقل کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا خدا کے نزدیک دو قطروں سے زیادہ محبوب کوئی اور چیز نہیں ایک تو خدا کے خوف سے بہایا ہوا آنسوؤں کا قطرہ دوسرا خون ہے جو خدا کی راہ میں بہایا گیا ہو۔

<u>تنہائیوں میں خدا کو یاد کرنے والے:</u>　　ورجل ذكر الله خاليا ففاضت عيناه

ترجمہ: ''وہ شخص جو اللہ کا ذکر تنہائی میں کرے اور اس کے آنسو بہنے لگیں۔''

جنت کا حاصل کرنا اور اس کی طرف دوڑنا یہ ہے کہ خدا اور اس کے رسول ﷺ کی رضا وخوشنودی کو تمام امور پر مقدم رکھا جائے، برائی کا راستہ چھوڑ کر اطاعت وعبادت کے راستے پر چلا جائے، اور اگر زندگی میں فطرت بشری کے مقتضیٰ اور ہوس ونفس امارہ بالسوء کی ترغیب وتحریص پر اطاعت وعبادت کا راستہ چھوڑ کر منکرات کا ارتکاب کیا جائے تو فوراً غفور رالرحیم کی درگاہ میں استغفار وطلب عفو کا راستہ اختیار کر کے ابدی عذاب سے نجات حاصل کی جائے، دنیا کے مجازی مالک ومحسن کی معمولی نافرمانی پر اس کے خوف واذیت کے موہوم تصور سے نافرمانی کرنے والے کو اس وقت تک سکون میسر نہیں ہوتا جب تک اپنے مولیٰ واحسان کرنے والے کی رضا حاصل نہیں کرتا، تو حقیقی مالک الملک اور رب العالمین جس کے انعامات واحسانات کی کوئی حد ہی نہیں۔ عمرِ انسانی کا کوئی ایسا لمحہ ہی نہیں جو انعامات ربانی کے بغیر صحیح و سالم گزر سکے اور پھر ہمارے اکثر وبیشتر اعمال ایسے ہوتے ہیں جو کہ احکم الحاکمین کے حکم اور رضا کے برعکس اپنی

خواہشات اور شیطانی قوتوں کے تابع ہوتے ہیں جس کی وجہ سے ہم ہر وقت حق تعالیٰ کے غیض وغضب اور عذاب کے مستحق رہ کر اس ذات برحق کی ناراضگی کو دعوت دیتے ہیں اور اس کی خفگی کو اپنے اوپر یقینی عذاب واذیت کی صورت میں از خود مسلط کر رہے ہیں۔ حالانکہ دنیاوی مجازی مالک ومحسن کے عذاب کے مقابلہ میں حقیقی مالک وخالق جل جلالہ کا عذاب ومواخذہ ایسا ہے اگر اس کا حقیقی ادراک جیسے کہ ختم الرسل صاحب نے فرمایا ہے کیا جائے تو اپنے دنیاوی آسائشوں کو بھول جاؤ گے۔ عن ابی ذرؓ قال قال النبی صلعم واللہ لو تعلمون ما اعلم لضحکتم قلیلاً ولبکتیم کثیر اوماتلذذتم بالنساء علی الفرشات ولخرجتم الی الصعدات تجارون الی اللہ۔ ترجمہ: ''ابوذرؓ کہتے ہیں کہ حضورؐ نے فرمایا کہ خدا کی قسم ہے اگر تم اس چیز کو جان لو جس کو میں جانتا ہوں تو یقیناً تم بہت کم ہنسو اور زیادہ رونے لگو اور بستر پر اپنی عورتوں سے لذت حاصل کرنا چھوڑ دو اور یقیناً تم خدا سے فریاد کرتے ہوئے جنگلوں کی طرف نکل جاؤ گے۔''

جیسا کہ رنج اٹھانے والوں اور ہموم سے پریشان وتنگ آجانے والوں کا شیوہ ہوتا ہے کہ وہ گھروں سے مجنونانہ انداز میں نکل کر جنگل وصحرا میں دل کا بوجھ کم کرنے کے لئے گھومتے ہیں۔ پس وہ شخص بھی ان خوش قسمت مسلمانوں میں شامل ہے جن کو حق تعالیٰ اپنی رحمت کے سایہ میں ایسے دن جگہ عطا فرمائے جس دن اس کے سایہ کے سوا کوئی سایہ نہ ہوگا جو تنہائی میں اللہ کا ذکر کر کے اسکی آنکھوں سے آنسو بہنے لگیں۔ آنکھوں سے آنسو بہنے کا یہ مطلب نہیں کہ اپنے کسی دنیاوی نفع ونقصان کو پیش نظر رکھ کر رویا جائے بلکہ دیدہ دانستہ اپنے معاصی اور گناہوں کو یاد کر کے رونے لگے اور یا غلبہ شوق میں بے اختیار آنکھوں سے آنسو نکلیں ایسے آدمی کو روز محشر کے سخت دن سایہ رحمت کے نیچے جگہ ملنے کی وجہ شاید یہ ہے کہ ایک اسمیں اخلاص کا وصف پایا جاتا ہے کہ تنہائی میں یادِ اللہ میں مشغول ہے دوسری وجہ یہ کہ اللہ کے عذاب کا خوف یا اللہ سے حصولِ جنت کا شوق دونوں میں رونا آتا ہے۔

ثابت بنانیؒ کا ارشاد: علماء نے ثابت بنانیؒ کی روایت سے ایک بزرگ کا مقولہ نقل کیا ہے کہ وہ بزرگ فرماتے ہیں مجھے معلوم ہوجاتا ہے کہ میری کون سی دعا قبول ہوئی' لوگوں نے پوچھا کس طرح معلوم ہوجاتا ہے' فرمانے لگے کہ جس دعا میں بدن کے بال کھڑے ہوجاتے ہیں اور دل دھڑکنے لگتا ہے اور آنکھوں سے آنسو بہنے لگتے ہیں وہ دعا قبول ہوتی ہے۔ سید الکائنات ﷺ کی نظر میں اللہ کے حضور گڑگڑانے' آہ وزاری اور رونے کی اتنی اہمیت کہ حضرت عائشہؓ اور دیگر تو راۃ سے مروی ہیں کہ حضرت ﷺ کئی دفعہ پوری پوری رات نماز اور دعا میں رو رو کر مصروف عبادات رہتے یہاں تک کہ قدم مبارک سوجھ جاتے اور مبارک آنکھوں سے بہتے ہوئے آنسو پورے چہرہ و داڑھی کو تر کردیتے۔ رونے کی اسی فضیلت واہمیت کے پیش نظر آقائے نامدار ﷺ نے بھی اپنی امت کو اسی پر عمل پیرا ہونے کی تلقین فرمائی۔ .... (جاری ہے)